ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

وحدتِ انسانی اور عقیدۂ توحید

ازروئے قرآن اصلِ دین اور مغزِ صداقت عقیدۂ توحید ہے۔ مصدر یہی حقیقت ہے اور خلقتِ حیات و کائنات، آفرینش انسان، آئین و قوانین، مقصودِ زندگی، اخلاقی اور روحانی تعلیمات، تمام اسی مرکزی عقیدے کے مشتقات ہیں۔ اس عقیدے کی بدولت جو نظریۂ حیات اور طریقِ عمل پیدا ہوتا ہے اس کا نام قرآن نے اسلام تجویز کیا ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ سچا دین یہی ہے۔ اس سے متضاد جو عقیدہ اور طرزِ عمل ہے وہ باطل ہونے کی وجہ سے خدا کے ہاں مقبول نہیں۔ اس عقیدے کی نسبت قرآن میں یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ تمام اقوام و ملل میں اس عقیدے کی تعلیم دینے والے فرستادگانِ خدا مبعوث ہوئے۔ دین اصل میں ایک ہی تھا اور ایک ہی ہے، مختلف اُمتوں اور ملتوں نے اس عقیدے کو بگاڑ کر اور اس میں کچھ قطع و برید اور کچھ اضافہ کر کے ایک دینِ واحد سے مختلف ادیان بنا لیے ہیں۔ قرآن میں یہ دعویٰ کہیں نہیں ملتا کہ محمد رسول اللہؐ کا پیش کردہ دین کوئی نئی اور انوکھی تعلیم ہے۔ ابتدائے آفرینشِ آدم سے لے کر بعثتِ رسولؐ تک دین ایک ہی رہا ہے اور قیامت تک دین ایک ہی رہے گا۔ اس ایک دینِ واحد میں تفریقیں کئی وجوہ سے پیدا ہوئیں۔ ایک بڑی تفرقہ انگیز وجہ یہ تھی کہ مختلف ادیان کے پیرووں پر یہ حقیقت واضح نہ ہوئی کہ دیگر اقوام و ملل کے پیشوایانِ دین بھی ہادیانِ برحق تھے۔ جب کوئی نبی کسی قوم میں مبعوث ہوتا ہے تو پہلے اس کی اپنی قوم اس سے دست و گریبان ہوتی ہے۔ اس کو جھٹلاتی ہے۔ درپئے آزار ہوتی ہے اور آمادہ بہ قتل ہو جاتی ہے۔ لیکن انجام کار اس کے پیغام کو سمجھنے والے کچھ لوگ پیدا ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ اس کا بول بالا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کچھ زیادہ زمانہ گزرنے نہیں پاتا کہ نبی کے پیغام اور اس کی تعلیم میں تخریب و تحریف رونما ہوتی ہے۔ حق کے ساتھ باطل کی آمیزش شروع ہو جاتی ہے۔ غلو کی وجہ سے بھی حق باطل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ خدا کے پیغام رساں نبی کو اس کی امت خدا کا مرتبہ دے کر اس کی پرستش شروع کر دیتی ہے اس طرح ایک امت اپنے نبی کو تو خدا بنا دیتی ہے لیکن دوسری اُمتوں کے انبیاء کو سچا انسان بھی نہیں سمجھتی۔ اسی غلو اور تعصب کی بدولت نوعِ انسان متخاصم گروہوں میں بٹ جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقیدۂ توحید جو نوعِ انسان میں وحدت آفرین ہو سکتا تھا وہ عداوت بین الملل کا باعث بن جاتا ہے۔ مذہب نوعِ انسان کے لیے باعثِ عذاب بن جاتا ہے۔ مذہبی تعصب انسان

کے انسان سے متحد ہونے میں مانع ہوتا ہے۔ قرآن کے نزدیک اس قسم کے تمام متعصب لوگ کافر ہیں۔ ان کی نظر میں تنگی اور کجی آجاتی ہے، ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں، ان کے فکر میں وسعت نہیں رہتی، ان میں محبت کا جذبۂ محمود مفقود ہو جاتا ہے، رواداری کا نشان نہیں رہتا اور دین کے بارے میں جبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنی ملت کے علاوہ باقی تمام ملتیں گردن زدنی بن جاتی ہیں۔ غرضیکہ مذہب فلاح کی بجائے فساد کا باعث بن جاتا ہے۔ دیکھیے قرآن نے کس قدر وضاحت سے اس ناگوار حالت کا نقشہ کھینچا ہے جو عذاب مہین میں منتج ہوتی ہے:

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکفرین عذابا مھینا۔ والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجورھم وکان اللہ غفورا رحیما

جو لوگ اللہ اور اس کے انبیاء میں تفریق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور بین بین چلنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ صحیح معنوں میں کافر ہیں اور ہم نے ان کے لیے رسواکن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے انبیاء پر بلا تفریق ایمان لاتے ہیں ہم ان کو اس صالح عقیدے کا عنقریب اس کا اجر دیں گے

اس آیت میں قابل غور بات یہ ہے کہ جس رسواکن عذاب کی وعید ہے وہ ان کی حالت سے اسی حیات دنیوی ہی میں رونما ہوتا ہے۔ اسی طرح عقیدۂ صالح کے مفید نتائج بھی امن عامہ کی صورت میں یہیں ظاہر ہو جاتے ہیں۔

قرآن میں پیش کردہ اسلام کے دو اہم ارکان ہیں۔ ایک وحدت الٰہ دوسرا وحدت انسان۔ جس کی بنیاد ایک تو نوع انسان کا واحد ماخذ ہے اور دوسری بنا وحدت ادیان ہے۔ اس کی صراحت قرآن میں یوں ہے:

خلقکم من نفس واحدۃ — اس نے تمہیں ایک ہی جوہر حیات سے پیدا کیا۔

ما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا — انسان ایک ہی امت ہیں لیکن لوگوں نے اختلاف پیدا کر لیا۔

وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر — ہر امت میں نذیر پیدا ہوتے رہے ہیں۔

ولکل قوم ھاد — ہر قوم میں ہادی ہوتے ہیں۔

ولقد بعثنا من کل امۃ رسولا — ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا ہے۔

قرآن نے یہ بھی کہا کہ خدا کے نزدیک تمام انبیاء راستی پر تھے۔ ان تمام کا درجہ اللہ کے ہاں متفاوت ہے بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ لیکن بنیادی لحاظ سے ان میں فرق کرنا درست نہیں۔

انسانوں کے لیے یہی مناسب اور واجب ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم ان میں فرق نہیں کرتے۔ انسانوں کے لیے ایک

پیشوائے دین کو دوسرے سے افضل قرار دینا مناقشات و فسادات کا باعث ہوتا ہے۔ اسی قرآنی ہدایت کی توجیہہ میں رسول کریمؐ نے یہ فرمایا کہ تم یہ بھی مت کہو کہ میں یونس ابن متی سے بھی افضل ہوں۔

امریکہ کے خطباتی دورے میں میں نے ایک بڑے کالج میں اسلام کے عقیدۂ توحید اور اس کے مشتقات پر ایک لیکچر دیا تھا۔ اس کے بعد ایک پادری میرے درپے ہو گیا کہ بتاؤ کہ مسیحؑ اور محمدؐ میں تم کس کو افضل قرار دیتے ہو۔ میں نے کہا کہ خدا اور رسولؐ نے مجھے اس قسم کے مباحث میں پڑنے سے منع کیا ہے۔ کہ ایک نبی کو دوسرے سے افضل قرار دیا جائے۔ ان کے مدارج میں اگر کچھ تفاوت ہے تو اس کا علم خدائے علیم کو ہے انسانوں کو اظہار تفضیل کی ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے جاہلانہ تعصب پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

كُلٌّ اٰمن باللہِ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ لا نفرق بین احد من رسلہٖ (البقرہ)

سب مسلم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے صحیفوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور (مقابلہ و موازنے) ان میں تفریق نہیں کرتے۔

شدید گمراہی یا کفر اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص خدا اور ملائکہ اور اس کی کتابوں اور رسولوں کا منکر ہو۔

ومن یکفر باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہ والیوم الاٰخر۔ فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ (النسا)

امتوں میں تفریق کا ایک اور سبب عبادات و مناسک اور مناہج و شعائر کا فرق بھی ہے۔ اس کے علاوہ معاملات کے بارے میں رسوم ورواج اور قوانین میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے۔ اس فرق کی وجہ کچھ تو قوموں کا تفاوت مزاج ہے اور کچھ تاریخی، معاشی اور جغرافیائی حالات کی گوناگونی۔ قرآن اس قسم کے عارضی اور فروعی اختلافات کو مابہ النزاع بنانے سے روکتا ہے۔

لِکل امّۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک فی الامر ہر قوم کا طریقہ عبادت جدا ہے۔ اس بارے میں ہرگز تنازع جائز نہیں۔

ہر قوم کا قبلۂ عبادت جدا ہے۔ قبلوں کا اختلاف کوئی بنیادی اہمیت نہیں رکھتا۔ مشرق میں بھی وجہ اللہ ہے اور مغرب میں بھی وجہ اللہ۔ تمام سمتیں خدا ہی کی ہیں۔ للہ المشرق والمغرب جدھر منہ کرو اللہ ہی اللہ ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ اپنے اپنے طریقِ عبادت پر قائم رہتے ہوئے بھی تمام ملتوں کو نیکیوں کے حصول میں سبقت کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ولکل وجھۃٌ ھو مولیھا۔ فاستبقوا الخیرات ہر ایک کا ایک رخ ہے جدھر وہ مڑا ہوا ہے۔ لہذا نیکی کی طرف سبقت کرو۔

اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ جدھر بھی رخ کرو گے ادھر ہی خدا کا رخ ہو گا۔

لِکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجاً۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے قانون اور اس کو برتنے کا، لانے کا طریقہ بنا دیا ہے۔

یہود و نصاریٰ نے جو محمد صلعم کو نبی تسلیم کرنے اور ان کی پیروی سے انکار کیا تو اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے مناہج و شعائر الگ تھے۔ ان کی شریعتیں رسولِ اکرمؐ کی پیش کردہ شریعت سے بہت کچھ متفاوت تھیں۔ اسی لیے قرآن نے کہا کہ اے محمدؐ یہ لوگ کبھی تم کو نہ مانیں گے جب تک کہ تم ان کی ملتوں کی پیروی پر آمادہ نہ ہو۔ ملتوں کی پیروی سے مراد ان کے تمام مناہج و شعائر اور شرائع کی پیروی ہے۔ یہود و نصاریٰ سے اس قسم کی ہم آہنگی محمد رسول اللہؐ جیسے انقلاب آفریں مصلحِ اعظم کے لیے ناممکن تھی۔ کسی انقلابی اصلاحی تحریک کے معنی ہی یہ ہیں کہ بنیادی عقائد کی اصلاح کے علاوہ اندازِ معاشرت میں بھی اہم تبدیلیاں پیدا کرے۔ اگر رسولِ کریمؐ عقیدۂ توحید ہی کو کج اندیشیوں سے پاک کر دیتے تو یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہوتا لیکن عبادات و قوانین میں بھی اہم تبدیلیوں کے بغیر دین کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ جو مصلحِ اعظم آتا ہے وہ لازماً زمانے کے انداز و ساز بھی بدلتا ہے۔ جو کہنہ پرست اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوتے ہیں ان کا محرک محض تبدیلیٔ اصلاحِ عقیدہ ہی نہیں ہوتا بلکہ آداب و اطوار و آئین میں ایسی تبدیلیاں ان کو ناگوار ہوتی ہیں جن پر اد نیٰ مفاد پرستی یا قدامت پسندی نے تقدس کی مہر لگا رکھی ہے۔ ہر قوم فقط اپنے عقائد ہی کو دین نہیں سمجھتی بلکہ تمام ظواہر و شعائر، عقائد سے بھی بڑھ کر دین شمار ہوتے ہیں۔ ملتوں میں مخاصمت اور معاشرت اور عصبیت زیادہ تر انہیں ظواہر نے پیدا کر رکھی ہے۔ ہند اور پاکستان کے ادیان پر نظر ڈالیے تو انسانی فطرت کی کج اندیشی بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ ہندو دھرم کسی معین عقائد کا نام نہیں۔ خدا کو ماننے والے، خدا کے منکر، دیوتا پرست، دیوتاؤں کے منکر، ویدوں کو ماننے والے اور ویدوں کے منکر۔ کرشن کو اوتار ماننے والے اور اس کو معمولی اخلاق سے بھی معرا سمجھنے والے، غرضیکہ ہر قسم کے خوش عقیدہ، بدعقیدہ اور بے عقیدہ ہندومت سے خارج نہیں ہو سکتے بشرطیکہ وہ چند ظواہر کے پابند رہیں۔ ان ظواہر میں ذات پات، اور چھوت چھات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ امبیدکر نے بہت درست کہا تھا کہ اگر ہندومت اس تفریق کو بھی چھوڑ دے تو وہ کچھ نہ رہے گا کیونکہ اس کے سوا کوئی مشترک عنصر اس قوم میں نظر نہیں آتا جو ہندو کہلاتی ہے۔ ہندو صوفی رام تیرتھ نے بالکل درست کہا کہ ہندومت رسوئی یا مطبخ کا مذہب رہ گیا ہے۔ کیا کھانا اور کس طرح کھانا اور کھانے کو کس کی چھوت چھات سے بچانا، سب زور اسی پر ہے اور عقائد کو کوئی نہیں پوچھتا۔ یہی حال سکھوں کا ہے۔ اس مذہب میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو حاصل ہے کہ جسم کے کسی حصے کے بال نہ تراشے جائیں۔ ہر قسم کی بداخلاقی اور بدعقیدگی کے باوجود ایک سکھ سکھ رہتا ہے اور ملت اس کو خارج نہیں کرتی۔ لیکن بال تراش دینے کے بعد مذہب کا بھی صفایا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ تمام دین سمٹ کر بالوں ہی میں الجھ گیا ہے۔ پنڈت نہرو نے ایک مرتبہ کہا کہ ہندو کلچر اب زیادہ تر گوبری ہو گئی ہے۔ گائے اور اس کے بول و براز کو جو اہمیت حاصل ہے وہ نہ کسی عقیدے کو حاصل ہے اور نہ کسی عمل کو۔ ملتیں ایک دوسرے کے شعائر کی ہنسی اڑاتی ہیں۔ مگر جس ملت کے جو شعائر ہیں وہ اس کے

نزدیک نہایت ضروری اور پسندیدہ ہوتے ہیں ۔ انہیں شعائر کی نسبت قرآنِ کریم نے کہا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ
عبادات و اعمال و شعائر میں ہر ملت کو اپنے طریقے پسند ہیں ۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ نوعِ انسان میں وحدت و اشتراکِ عمل ان اختلافات کے باوجود پیدا ہو سکتا ہے اور اس سمت میں اسلام کی کوششوں کا خود قرآن شاہد ہے جب اس امر کا تجربہ ہو گیا کہ ایسے مذاہب کے پیرو جن کی اصل توحید تھی محض شعائر اور شرائع کے اختلافات اور فروعی امتیازات کی وجہ سے برسرِ پیکار رہتے ہیں تو قرآن نے ان کے پیرووں کو یہ دعوت دی کہ ہم ایک بنیادی بات پر یکجا ہو جائیں جو ہم میں اور تم میں مشترک ہونی چاہیئے ۔ اخلاقیات کے بنیادی عناصر تو تمام مہذب اقوام اور ادیانِ عالیہ میں مشترک ہوتے ہی ہیں ۔ زنا، چوری، ظلم، قتلِ ناروا کس مذہب میں جائز ہے؟ ـــ اس کے علاوہ اگر عقیدۂ توحید میں بھی ہم آہنگی پیدا ہو جائے تو مہذب دنیا میں بہت حد تک وحدت پیدا ہو سکتی ہے ۔

قل یا اھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃٍ سواءٍ بیننا وبینکم الّا نعبد الّا اللّٰہ ولا نشرک بہٖ شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللّٰہِ ۔

کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان یکساں ہو اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے مقابلے میں رب نہ بنائے ۔

افکارِ غزالی

مصنفہ محمد حنیف ندوی

امام غزالی کے شاہکار "احیاء العلوم" کی تلخیص اور ان کے افکار پر سیر حاصل تبصرہ ۔ غزالی کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے

قیمت آٹھ روپے ۸ آنے

ملنے کا پتہ:

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ ۔ کلب روڈ ۔ لاہور